دفتر مجلس انصاراللہ بھارت

Office Of The Majlis Ansarullah Bharat

Mohallah Ahmadiyya Qadian-143516, Distt.Gurdaspur (Punjab) INDIA

Ph:+91-1872-220186, Fax: +91-1872-224186, Mob. +91-98154-94687, E-mail:ansarullahbharat@gmail.com

حوالہ/Ref　　تاریخ/Date

اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قناعت، سادگی و مسکینی کی روشنی میں

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 16/ اکتوبر 2026ء ۱۶/اخاء ۱۴۰۵ ھش) بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ ص کی آیت کا ترجمہ پیش فرمایا کہ:

تو کہہ دے کہ میں اس تبلیغ پر یا کام پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف سے بات کرنے کا عادی ہوں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان کروا رہا ہے کہ لوگوں میں یہ اعلان کر دو کہ میں تمہیں جو خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچا رہا ہوں اور بہتری کے راستے دکھا رہا ہوں یہ صرف تمہاری دنیا و عاقبت سنوارنے اور تمہارے فائدے کے لیے ہے۔ مجھے اس کام کے عوض تم سے کچھ نہیں چاہیے اور نہ ضرورت ہے۔ مجھے تو اس کا اجر سب خزانوں کے مالک سے مل رہا ہے۔

حضور فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ان تکلفات سے پاک تھی اور جب زندگی تکلف سے پاک ہو تو دنیاوی خواہشات ہوتی ہی نہیں اور ضروریات کی چیزیں اللہ تعالیٰ خود مہیا کر دیتا ہے۔ مومنوں کو بھی یہ نصائح ہیں کہ اپنے آپ کو سادہ رکھو اور تکلفات سے پاک کرو۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابنِ آدم کے لیے کوئی حق نہیں ان باتوں کے سوا کہ ایک گھر ہو جس میں وہ رہے، اس قدر کپڑے ہوں جو اس کے ننگ کو ڈھانپ سکیں اور روکھی سوکھی روٹی اور پانی ہو۔ اصل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا حال اور اپنی زندگی کا نقشہ کھینچ رہے ہیں کہ مجھے کسی تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے جس کا ذکر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا مساکین سے محبت کیا کرو، اور خود یہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی دعا میں یہ کہتے سنا کہ: اے اللہ مجھے مسکین کے طور پر زندہ رکھنا اور مسکین کے طور پر موت دینا اور مسکینوں کے گروہ میں میرا حشر کرنا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دنیا کا ذکر کیا تو آپ نے دو دفعہ مخاطب کر کے توجہ دلائی کہ کیا تم نہیں سنتے، یقیناً سادگی ایمان کا حصہ ہے، یقیناً سادگی ایمان کا حصہ ہے۔ حضرت عمران بن حسین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً اللہ اپنے اس بندے سے محبت کرتا ہے جو مومن ہو، نادار ہو، سوال سے بچنے والا ہو اور عیال

دار ہو۔سوال سے انسان اسی وقت بچ سکتا ہے جب سادگی اور قناعت ہو۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مہاجرین غرباء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دولت مندوں کی فضیلت کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ غریب مومن جنت میں اپنے دولت مندوں سے نصف دن یعنی پانچ سو سال پہلے داخل ہوں گے۔راوی موسیٰ نے آیت پڑھی کہ اور یقیناً تیرے رب کے پاس ایسا بھی دن ہے جو اس شمار کے مطابق جو تم کرتے ہو ایک ہزار برس کا ہے، یعنی نصف دن سے مراد پانچ سو سال ہیں۔

حضور رفرماتے ہیں: اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے اور کام نہ کرے، بلکہ پوری توجہ اور محنت سے کام کرنا، سادہ زندگی گزارنا، قناعت کرنا اور شکر کرنا مومن کا شیوہ ہے جو ایمان میں اضافہ کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھے کو پکڑا اور فرمایا کہ تو دنیا میں اس طرح بسر کر گویا کہ تو پردیسی ہے یا راہ چلتا مسافر۔ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ شام ہو تو صبح کا انتظار نہ کرو اور جب صبح ہو تو شام کا انتظار نہ کرو، اور اپنی صحت سے بیماری کے لیے اور زندگی سے موت کے لیے کچھ سامان لے لو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے منبر پر فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ میری تعریف میں مبالغہ نہ کرو جیسے نصاریٰ نے ابنِ مریم کی تعریف میں مبالغہ کیا۔میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں اور تم یہی کہو اس کا بندہ اور اس کا رسول۔ مطرف نے اپنے والد سے بیان کیا کہ ہم نے بنو عامر کے وفد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ آپ ہمارے سردار ہیں تو آپ نے فرمایا کہ سردار تو اللہ ہے۔پھر کہا کہ آپ فضل میں افضل ترین اور احسان میں عظیم تر ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی بات بیان کرو، یہ فضول قسم کی تعریفیں نہ کرو شیطان تمہیں دلیر نہ کر دے۔حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کی شادی پر بچیاں دف بجا کر شہدائے بدر کی تعریف کر رہی تھیں، ان میں سے ایک لڑکی نے کہا کہ ہم میں ایک ایسا نبی ہے جو جانتا ہے کہ کل کیا کچھ ہوگا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو جانے دو اور وہی گاؤ جو پہلے گا رہی تھی۔ جہاں غیر ضروری تعریف اور شرک کی بات ہوئی وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً ٹوک دیا۔

حضور رفرماتے ہیں کہ آپؐ کے مکان اور رہائش کی سادگی کے بارے میں یوں ذکر ملتا ہے ہجرت کے بعد مسجد نبوی کے ساتھ دس پندرہ فٹ کا چھوٹا سا حجرہ تیار کیا گیا جس کا دروازہ مسجد میں کھلتا تھا اور وہیں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لاتے تھے۔حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے سیرت خاتم النبیین ﷺ میں لکھا ہے اور تاریخ میں تفصیل ہے کہ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے مسجد کے نواح میں کئی مکانات تھے۔جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں نئی بیوی آتیں تو حارثہ اپنا ایک مکان دے دیتے، یہاں تک کہ حارثہ کے تمام مکانات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو گئے۔کل نو مکانات تھے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری دس برس بسر کیے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تدفین ہوئی۔ یہ مکانات کچی اینٹوں، گارے اور کھجور کی ٹہنیوں کے تھے جن پر بالوں کے کمبل ڈالے گئے تھے تا کہ بے پردگی نہ ہو۔ ہر کمرے کی لمبائی تقریباً پانچ میٹر اور چوڑائی چار میٹر تھی، آنگن کی چوڑائی تقریباً ساڑھے تین میٹر تھی اور چھتیں اتنی بلندی پر تھیں کہ ہاتھ اٹھا کر چھوا جا سکتا تھا۔عطاء بیان کرتے ہیں کہ سعید بن مسیب نے حجرے گرائے جانے کے دن

کہا کہ اللہ کی قسم میں چاہتا تھا کہ ان حجروں کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جاتا تا کہ لوگ دیکھتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر کم سے کم پر اکتفا فرمایا تھا۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے بھی کہا کہ کاش ان حجروں کو چھوڑ دیا جاتا تا کہ لوگ عمارتیں بنانے میں کمی کرتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں خیال کرنا چاہئے کہ کس استقلال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دعویٰ نبوت پر باوجود پیدا ہو جانے ہزاروں خطرات... کے اول سے اخیر دم تک ثابت اور قائم رہے۔ برسوں تک وہ مصیبتیں دیکھیں وہ دکھ اٹھانے پڑے جو کامیابی سے وہ بکلی مایوس کرتے تھے اور روز بروز بڑھتے جاتے تھے کہ جن پر صبر کرنے سے کسی دنیاوی مقصد کا حاصل ہو جانا وہم بھی نہیں گزرتا تھا... پھر جب مدت مدید کے بعد غلبہ اسلام کا ہوا تو ان دولت اور اقبال کے دنوں میں کوئی خزانہ اکٹھا نہیں کیا، کوئی عمارت نہیں بنائی... بلکہ جو کچھ آیا وہ سب یتیموں اور مسکینوں اور بیوہ عورتوں اور مقروضوں کی خبر گیری میں خرچ ہوتا رہا اور کبھی ایک وقت بھی سیر ہو کر نہ کھایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے ریشے بھرے تھے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں اون کا کمبل تھا جس کی وہ دوتہیں لگاتی تھیں۔ ایک رات چارتہیں لگا دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح فرمایا کہ اسے پہلے جیسا ہی رہنے دو کیونکہ اس کی نرمی میرے لیے رات نماز میں روک بن رہی تھی۔ اس سے مراد نیند نہیں بلکہ بستر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں توازن اور عبادت کا مزہ تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو مجھے ہاتھ سے دباتے اور میں پاؤں سکیڑ لیتی اور جب کھڑے ہوتے تو پھیلا دیتی۔ حضرت عبداللہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر سوئے جس نے پہلو پر نشان ڈال دیا، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رو پڑے کہ کسریٰ اور قیصر ریشم و دیباج پر چلتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت رو ان کے لیے دنیا ہے اور ہمارے لیے آخرت، میری اور دنیا کی مثال اس سوار کی سی ہے جو درخت کے نیچے ٹھہرا پھر روانہ ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بالاخانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بورے پر دیکھا جس کے نشان پہلو پر تھے اور سر کے نیچے کھجور کی چھال کا تکیہ تھا، وہ رو پڑے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ ان کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس واقعے کا ذکر فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو اس مسافر کی طرح ہوں جو اونٹ پر سوار گرمی میں درخت کے سائے میں ستا لے اور پسینہ خشک ہوتے ہی چل پڑے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کی سیرت پر جو تحریر فرمایا اس کا خلاصہ یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اموال کی تقسیم میں اتنے محتاط تھے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق ہونے کے باوجود خادم نہ دیا تا کہ آئندہ بادشاہ اموال الناس کو اپنے لیے جائز نہ سمجھ لیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مطابق حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جہیز میں صرف ایک ریشمی چادر، چمڑے کا گدیلا جس میں کھجور کے ریشے تھے، دو آٹا پیسنے کی چکیاں، مشکیزہ اور دو گھڑے تھے۔ حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے مٹی سے کمرے کی لپائی کی، کھجور کی چھال کے دو تکیے بنائے، کھجور، انگور اور میٹھا پانی پلایا اور فرمایا کہ ہم نے حضرت فاطمہ کی شادی سے زیادہ اچھی اور سادہ شادی کوئی نہیں دیکھی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری عمر میں بادشاہ تھے مگر دنیاوی فائدہ کوئی حاصل نہیں کیا، نہ جائیدادیں اپنی قرار دیں اور نہ ورثے میں منتقل کیں۔ وفات کے وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اشیاء گھر کے خرچ کے لیے گروی رکھی ہوئی تھیں۔ جب مالِ غنیمت میں سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے لونڈی مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مال میرا نہیں خدا کا ہے،تم خدا کا ذکر کیا کرو اور لونڈی کا خیال ترک کردو۔ اسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر والوں کے کام کاج میں مدد دیا کرتے تھے اور جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔ حضرت حسنہ بن خالد اور حضرت سواد بن خالد رضی اللہ عنہما نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کی مرمت کرتے دیکھا تو ساتھ ہاتھ بٹایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان تھے، اپنے کپڑے خود صاف کر لیتے، بکری کا دودھ دھوتے اور اپنا کام خود کرتے تھے۔ کفار کہتے تھے کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاجزی اور تواضع اختیار کی اور تکبر سے بچنے کی عملی تعلیم دی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں، اور میں نے بھی چند قیرات کے بدلے مکہ والوں کی بکریاں چرائی ہیں۔ سورۃ قصص کی آیات 28 اور 29 میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھی اجرت پر کام کرنا مذکور ہے۔ شارحین اور سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے وضاحت کی ہے کہ قراریت قیرات کی جمع ہے جو چار رتی چاندی کے برابر درہم کا حصہ تھا، یعنی یہ اجرت تھی نہ کہ کسی جگہ کا نام، اور علامہ برہان الدین حلبی نے بھی یہی لکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائی عمر یتیمی اور بے کسی میں گزاری، بکریاں چرائیں، اور انبیاء کے ساتھ غریبی کا حصہ اس لیے رکھا گیا تاکہ ان میں تکبر نہ رہے۔ جنگل سے گزرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ایک درخت کا میٹھا پھل کھانے کو کہا اور بتایا کہ بکریاں چراتے وقت میں یہ پھل کھایا کرتا تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ روم اور ایران کی حکومتوں کے خط و کتابت اور سفیروں کی آمد کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی غلاموں کی جماعت یا نوکر نہ رکھا بلکہ گھر کے کام خود کرتے رہے۔ دنیا میں بادشاہ ہو کر فقر اختیار کرنا اور لاکھوں روپیہ لوگوں میں تقسیم کر کے گھر کا کام خود کرنا صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خدام کا ہی خاصہ ہے۔

خطبہ کے آخر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مظلوم احمدیوں کے لیے دعاؤں کی تحریک فرمائی جہاں مفاد پرست اور دہشت گرد عناصر احمدیوں پر ظلم کر رہے ہیں، حکومتی اہلکار پشت پناہی کرتے ہیں اور جج ملاں کے خوف سے ضمانتیں نہیں لیتے۔ اسی طرح ملائشیا میں بھی جماعت کے خلاف حالات خراب ہیں اور مساجد پر چھاپے مارے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ملائشین احمدیوں کو بھی اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ نَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَ ادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔